

الحق مع علی وعلی مع الحق - حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہیں۔

الحوزة العلمية الشمسية

شماره ماه اپریل ۱۹۸۹ء



ناشر:-

سید ناصر علی شمسی جنرل سیکرٹری انجمن حنیفہ ریسرٹ کوٹ نیناں و میر شامدتی کونسل
شاہ شمس ناؤنڈیشن ریسرٹ پنجاہ و میرویل فیسر سوسائٹی کوٹ نیناں (ریسرٹ)
تحصیل شکرگڑھ ضلع سیالکوٹ (پنجاہ) پاکستان

آلِ مُحَمَّدٍ

کی

حقیقتِ نورانیہ

الْأَوْحَادُ

موقع الأوحاد
Awhad.com

زیرِ سرپرستی

الامام المصلح آیت اللہ العظمیٰ میرزا حسن الخاثری
الاحقاقی مجتہد العسی والنزمان

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب _____ آل محمدؐ کی حقیقت نورانیہ
 تالیف _____ سید ناصر علی شمس سیالکوٹ
 تعداد _____ ایک ہزار
 کاتب _____ یاد عباس
 ناشر _____ انجمن حسینیہ (رجسٹرڈ) کوٹ نینال
 سیالکوٹ

عرضِ ناشر

دورِ حاضر میں چند علمائے سوء نے اپنے عقیدہ کو مذہبِ حقہ اثنا عشریہ کو سامراجی طاقتوں اور سعودی عرب کے سکوں پر پاکستانی شیعوں پر ٹھونسا چاہا ہے اور مقامِ اہلبیت علیہ السلام کی معرفت کی کمی کی وجہ سے تنقیضِ آئمہ اطہار کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔ اور خالص شیعوں کے عقائد کو فضول اور لالچ قرار دیتے ہیں۔ لیکن شیعوں اثنا عشریہ اپنے آپ کو مذہبِ حقہ پر سمجھتے ہیں کیونکہ مذہبِ حقہ پر ہونے کا یقین کامل رکھتے ہیں اور علمائے مقفران کو فضولِ شرک کفر اور شرعیت سے بے بہرہ ہونا سمجھتے ہیں۔ لہذا ہم نے ان کی کتابوں میں جو کچھ پڑا ہے اور ان کی تقریروں میں جو کچھ سنا ہے۔ آلِ محمدؐ کے ارشادات اور اقوال کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں تاکہ آلِ محمدؐ کی حقانیت اور حقیقتِ نور واضح ہو جائے۔

ہمارا قصبہ کوٹ نیناں تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ پنجاب پاکستان میں واقع ہے۔ یہاں پر تقریباً ۵۰ گھرانے سادات کے اور چار گھرانے اہل تشیع کے آباد ہیں قصبہ کے گرد و نواح جو موصعات سوگیاں سادات۔ سارن چک۔ کھڈیال احانپور، بڑا بھائی مسرور واقع ہیں۔ وہاں پر بھی کافی اہل سادات آباد ہیں۔ دور ہونے کی وجہ سے ہمارا رابطہ آج تک علماء کرام سے منقطع رہا ہے۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت کی جنگ میں یہ علاقہ ہندوستان کے قبضہ میں چلا گیا تھا جس کی وجہ سے وہاں پر

امام بارگاہ مسجد اور درس گاہ کی عمارت بالکل نیست و نابود ہو گئی تھی۔ پھر جب ہمارا علاقہ واپس آیا تو ہم نے اپنی گرہ سے دوبارہ عمارت تعمیر کرائی۔ لیکن ستم ظریفی یہ کہ چند ماہ پیشتر جو پنجاب میں قیامت خیز سیلاب آیا تھا۔ ہمارے قصبہ میں تقریباً ۴ فٹ سے ۶ فٹ تک پانی آیا۔ جس کی وجہ سے ہماری مسجد، امام بارگاہ کی عمارت کو اپنی تند و تیز لہروں میں بہا کر لے گیا اور ہم سادات پھر قدرت کے رحم و کرم پر رہ گئے۔ یہاں تک کہ اب ہمارے پاس نماز باجماعت ادا کرنے اور مجالس عزاء برپا کرنے کے لئے کوئی بھی عمارت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے بچے دینی تعلیم حاصل کرنے سے بھی قاصر ہیں۔ میں نے یہ تمام گزارشات جب الرحیل الزعیم الامام المصلح آیت اللہ میرزا حسن الحائری الاصفہانی مجتہد العصر کے پاکستان میں نمائندہ جناب ثقہ الاسلام مولانا حسنین سابقی صاحب ہیں۔ اپنی اور اہل علاقہ کی مجبوری بتلائی تو انہوں نے بھی محسوس کیا کہ واقعی صناعہ سیالکوٹ کی تحصیل شکرگڑھ ایسی ہے جہاں آج تک کسی نے بھی کوئی دینی مدرسہ بنانے کی کوشش نہیں کی۔ تاکہ ہمارے بچے دینی تعلیم حاصل کریں۔

اس ضمن میں انہوں نے ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب! ہم آپ کو عنقریب کوٹ نیناں میں مسجد۔ امام بارگاہ اور دینی مدرسہ بنا کر دیں گے۔ جس میں علاقہ کے غریب بچے دینی تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ آپ مطمئن رہیں۔ اب مجھے خود کو ایسے محسوس ہونے لگا ہے کہ ہم جناب مولانا حسنین سابقی

کے زیر سایہ رہ کر اور جناب میرزا حسن الحائری الاقفاقی مجتہد العصر
کی تقلید پر عمل کرتے ہوئے جلد ہی اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے
اور ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ پاکستان میں سامراجی طاقتوں کے بل بوتے پر ہی سب کچھ
نہیں ہوتا بلکہ اس دنیا میں آل محمدؐ کی حقانیت اور حقیقت نور کو واضح کرنے کے
لئے بھی ہمارے بے لوث علماء مذہب حقہ کو فروغ دے رہے ہیں۔ اور پاکستان
میں الحاج مولانا حسنین سابق صاحب۔ جناب مولانا آغا عبدالحسن صاحب، اور
جناب مولانا محمد لطیف نجفی صاحب جیسی استیاں ابھی موجود ہیں جو دن رات محمدؐ و
آل محمدؐ کا نام ہمیشہ کے لئے جاری رکھنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔

گویند غایم بثنائے تو یا علی

حق است اینکہ من رثنائی تو ناصر م

سید ناصر علی شمس

جنرل سیکرٹری انجمن حسینیہ (رجسٹرڈ)

کوٹ نینا ضلع سیالکوٹ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

خداوند ذوالجلال والاکرام نے انسان کی ہدایت کے لئے عقل سلیم کو انسان کا رہبر بنایا ہے اور بوجہ عقل سلیم ہی انسان زلیور انسانیت سے آراستہ ہے اور عقل سلیم اس شخص کو نصیب ہوتی ہے جس میں ولائے آل محمد معرفت امامت نبوت و توحید ہو اور ذات احدیت اور مسبب الاسباب نے آل محمد کو انسان اور اپنے درمیان ایک وسیلہ قرار دیا ہے اور اسی وسیلہ کو قرآن مجید میں بایں الفاظ کہ — يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ اے ایمان والو! اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ اور وسیلہ نبی اور امام کے بغیر کبھی حاصل نہیں ہو سکتا اور امام ہی وسیلہ نبوت اور توحید ہے۔ معرفت امام ہی معرفت نبوت ہے اور معرفت نبوت ہی معرفت توحید ہے۔ صاحبان علم۔ ایمان اور صاحبان عقل و صاحبان بصیرت و بصارت پر بخوبی حقیقت واضح ہے کہ اصل دین معرفت خداوند تعالیٰ ہے اور اس کے بعد معرفت رسول ختم النبیین کے بعد معرفت امام کائنات ہے۔ چونکہ مسئلہ امامت تا قیام قیامت قائم و دائم ہے ہر دور میں معرفت امام میں وقت واجب اور فرض عین ہے۔ چونکہ اسی میں بقائے دین ہے اور اسی پر ہی عقل سلیم رکھنے والے کامل انسان کا حشر نشر موقوف ہے۔

قال الله تعالى يوم ندعو كل اناسٍ بامامهم -

کہ ہر شخص کا حشر نشر اپنے امام کے ساتھ ہوگا۔ جہاں پیشوا ہوگا۔ وہیں اس کا پیروکار ہوگا اور اوصاف باری تعالیٰ اور معرفت ذات احدیت من حیث ہو۔

ذات کسی کے لئے ممکن نہیں اور اوصاف باری تعالیٰ محدود نہیں اور
 احاطہ اوصاف باری تعالیٰ غیر ممکن۔ لا تُكَلِّفُ عِنْدَ حُدِّ
 اسی وجہ سے سرکار رسالت مآب ارشاد فرماتے ہیں۔
 مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ

اے اللہ جو تیری معرفت کا حق ہے۔ ہم اس حد تک نہیں پہنچ سکتے۔ معرفتِ
 خدا کے بعد درجہ معرفت رسول ہے۔ اور یہ بھی معرفت صفات رسول ہے
 معرفت نبوت لازم معرفت توحید ہے۔ کیونکہ معرفتِ خدا بغیر معرفتِ
 وسیلہ ممکن نہیں۔ اس لئے کہ عدم معرفت نبوت کفر ہے۔ جس طرح معرفتِ
 نبوت لازم معرفتِ توحید ہے۔ اسی طرح معرفتِ امام لازم معرفتِ
 نبوت ہے۔ کیونکہ نبوت ختم ہو گئی تو قیام ہدایتِ خلق اور تربیتِ عالمِ
 امامت سے وابستہ ہے۔ اگر امام کی معرفت حاصل نہ کی جائے تو غرضِ
 نبوت مفقود ہو جاتی ہے۔ یہ بالکل حقیقت ہے کہ امامت کا منکر دراصل
 منکر رسالت ختم المرتبت ہے اور اس کے متعلق شرح عقائدِ نفسی میں
 یہ حدیث موجود ہے کہ مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَعْرِفْ إِمَامًا زَمَانِهِ فَقَدْ
 مَاتَ مَيِّتَةً جَاهِلِيَّةً! یعنی جو معرفتِ امام کے بغیر مر جائے۔ وہ
 جاہلیت کی موت مر گیا۔

پس تینوں درجے معارف توحید۔ معارف نبوت اور معارفِ
 امامت ایک دوسرے پر لازم و ملزوم ہیں۔ لہذا معرفتِ امامت معرفتِ

نبوت ہے اور معرفت نبوت معرفت خدا ہے اور اسی حقیقت کی طرف
سید الانبیاء ارشاد فرماتے ہیں۔

یا علی ما عرف الله الا انا وانت وما عرفني الا الله وانت
وما عرفك الا وانا۔

خدا کی کامل معرفت نبی اور امام کو حاصل ہے اور نبی کی معرفت کامل
اللہ اور امام کو حاصل ہے اور امام کی معرفت خدا اور اس کے رسول کو حاصل
ہے۔ لہذا باقی جزئیہ معرفت موافق مرتبہ قرب اخلاص دوسرے مومنین کو
حاصل ہوتی ہے۔ جتنا قرب ہوگا اتنی ہی معرفت ہوگی۔ اس لئے اقرار و
توحید و لازم ثبوت ہے اور آخری درجہ ولایت سے متصل مقام
اہلبیت علیہ السلام ہیں اور معرفت ولایت محبت و موافقت سے حاصل
ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ہم آل محمد کو اللہ کے امر کے والی، خدا کے علم کے
خزانے اور مشیت خداوندی کو انہی کی ذات مقدسہ سے ظاہر ہونے کا
سبب جانتے ہیں اور انہی کی خلقت نورانی کو خدا کی معرفت کا راستہ
جانتے ہیں۔ جس کے متعلق جابر بن عبد اللہ انصاری بیان فرماتے ہیں۔
سید الانبیاء نے ارشاد فرمایا :-

یا جابر اول ما خلق الله نوری الی آخرہ

اے جابر بن عبد اللہ کہ اول جو چیز خدا نے خلق کی وہ میرا نور ہے۔ جس
کو اپنے نورِ عظمت سے پیدا کیا ہے اور اپنے جلالِ عظمت سے مشتق کیا

ہے۔ پس نورِ گردِ خطیرہ قدسِ قدرت طواف کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے ہزار سال میں عظمتِ حلال تک رسائی حاصل کی۔ پھر خدا کا سجدہ تعظیمی بجالایا پس خدا نے اس نور سے نورِ علی جدا کیا۔ پس میرا نورِ عظمت کو محیط ہو گیا اور نورِ علی قدرت کو محیط ہو گیا۔ پھر خدا نے لوحِ عرش و شمس و ضیاء نورِ ابصار عقل و معرفت اور ابصارِ مردمان السماع و قلوب کو میرے نور سے خلق فرمایا اور میرا نور مشتق ہے نورِ خدا سے۔ پس ہم ہی اولین و آخرین ہیں کہ جن پر دنیا کا حاتمہ ہو گیا اور جن کے ساتھ آخرت میں تمام لوگوں کا حشر ہوگا۔ اور ہم ہی وہ یقین ہیں کہ جنہوں نے سب سے اول اقرارِ ربوبیت کیا اور سب سے پہلے اسی کو پہچانا اور ہم ہی وہ تسبیح گزار ہیں جن سے ملائکہ نے تسبیح سیکھی ہے اور ہم ہی شفیعِ یوم الدین ہیں اور ہم کلمۃ اللہ ہیں۔ ہم ہی خاصانِ خدا ہیں۔ دوستانِ خدا ہیں اور وجہ اللہ ہیں۔ جن کی وجہ سے خدا کو پہچانا جاتا ہے اور ہم ہی پہلے خدا پر نازل ہیں، مقرب بارگاہِ دوستِ خدا ہیں اور ابانتِ خدائی مرثیہ و حی الہی اور محافظینِ اسرارِ الہی ہیں۔ ہم ہی معدنِ تنزیلِ فرقان اور معنیِ تاویلِ قرآن ہیں۔ ہمارے گھر میں جبرائیل آتے ہیں اور ہم ہی محلِ قدرت ہیں اور محلِ جلال و کبریا ہیں۔ مقدسین و مطہرین ہیں۔ ہم شمعِ حکمت کلیدِ رحمت اور چشمہٴ نعمتِ الہی ہیں اور یہ ایک نعمتِ ہماری طرف سے جانی ہوتی ہے اس میں شرافت امتِ عزتِ بنی آدم ہیں۔ ہم سردارانِ آئمہٴ خلقی ہیں۔ ہم ہر زمانہ میں ناموسِ الہی ہیں۔

تفسیر بیان ص ۱۱۰ جلد دوم غائنه المرام ص ۹ حقائق الوسائط ص ۱۱۸ علامہ مجذبی فرماتے ہیں
عن الامام العالم موسیٰ بن جعفر الکاظم قال ان الله تبارک وتعالیٰ خلق نور محمد
نور اختارعه من نور عظمت وجلاله وهو الخی الخیر

امام عالم حضرت موسیٰ بن جعفر الکاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ بے شک اللہ تبارک
وتعالیٰ نے نور محمد کو ایسے نور سے پیدا کیا جس سے اس کی عظمت و جلال کا ظہور
ہوتا ہے یہی وہ نور لاہوتی (وجود اور فعل میں مادہ سے بالاتر) ہے جو ان سے ظاہر ہوا
اور موسیٰ ابن عمران کے طلب رویت کے وقت جس کی تجلی کھوئی کہ جس کو حضرت
موسیٰ برداشت نہ کر سکے غش کھا کر گر گئے۔ یہی نور نور محمد ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے
اس نور سے حضرت محمد کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نور کے دو حصے فرمائے۔ ایک
حصہ سے محمد کو اور دوسرے حصہ سے علی ابن ابیطالب کو خلق فرمایا اور ان دونوں کے سوا
کسی بھی مخلوق کو اس نور سے خلق نہیں فرمایا۔ خداوند عالم نے اپنے دست قدرت
سے ان کو خلق کیا اور بذات خود اپنی ہی ذات کے لئے ان میں نفخ روح کیا اور ان کو مخصوص
صورت میں بنایا اور ان کو اپنا امین قرار دیا اور اپنی خلق کا گواہ بنایا اور مخلوقات پر اپنا
خلیفہ مقرر کیا اور ان کو اپنی چشم نگران اور اپنی زبان گویا بنایا تاکہ مخلوقات کو اسی کا پیغام
پہنچائیں۔ ان دونوں کو اپنا علم و ولایت فرمایا اور بیان کی تعلیم دی اور اپنے غیب
پر ان کو مطلع فرمایا۔ ان میں سے ایک کو اپنا نفس اور دوسرے کو روح بنایا اور ان میں ایسا
تعلق پیدا کر دیا کہ ایک دوسرے کے بغیر قائم نہیں ہو سکتے۔ ان دونوں کا ظاہر بشریت
ہے اور باطن لاہوتی ہے یہ دونوں انسانی شکل میں اس لئے ظاہر ہوئے کہ مخلوقات ان کے

دیدار کی تلمب نہ لاسکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر ہم فرشتوں کو بھیجتے ، تو مردوں کی صورت میں بھیجتے اور انہیں لباس بشری میں ملبوس کر کے بھیجتے۔ یہ دونوں رب العالمین کے قائم مقام ہیں اور تمام خلایق کے خالق کے لئے دونوں حجاب ہیں یعنی ان کی ایک طرف خالق اور دوسری ایک طرف مخلوق سے رابطہ رکھتی ہے۔ ان ہی دونوں سے خدا نے ظہور خلق کا افتتاح کیا اور ان ہی پر اپنے ملک اور مقدرات کو ختم کر کے گا یعنی یہی حضرات سلسلہ بدو میں اول اور سلسلہ عود میں آخر ہیں۔ پھر خداوند عالم نے نور محمد سے ان کی بیٹی فاطمہ کو اخذ کیا۔ اسی طرح جس طرح اپنے نور سے نور محمد کو اخذ کیا اور نور فاطمہ اور نور علی سے حسن و حسین کو اخذ کیا یہ اخذ اسی طرح جس طرح ایک چلغ سے دوسرا چراغ روشن کیا جاتا ہے۔ یہ حضرات انوار ہی سے پیدا ہوئے اور ایک پشت سے دوسری پشت اور ایک رحم سے دوسرے رحم کی طرف بلند و بالا طبقہ میں منتقل ہوئے۔ ان کو کسی قسم کی نجاست مس نہیں ہوئی بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوئے یہ حضرات ہرگز ذلیل پانی اور نجس نطفہ سے نہیں بنے جس طرح دیگر تمام لوگ بنے ہیں۔ بلکہ یہ انوار ہی انوار اصلاب طاہرین سے ارحام مطہرات کی طرف منتقل ہوئے کیونکہ یہ پاک و پاکیزہ ہستیوں میں سے بھی پاکیزہ تر منتخب ہوئے۔ ان کا اصطفاء خود اپنی ذات کے لئے فرمایا۔ انہیں اپنے علم کا خزانہ قرار دیا اور اپنی مخلوقات کے لئے ان کو اپنا پیغام رساں بتایا۔ ان کو ہی اپنا قائم مقام بنایا کیونکہ وہ خود نہ دکھائی دیتا ہے اور نہ عقول کی اس حد تک رسائی ہو سکتی ہے اور نہ اس کی حقیقت ذات معرفت ممکن ہے یہی حضرات اس کے ناطق پیغام رساں ہیں۔ اس کے امر و نہی کا اختیار ان ہی کو حاصل ہے

ان ہی کے ذریعہ سے اس کی قدرت کا اظہار ہوتا ہے اور اس کے آیات و معجزات بھی ان سے ظاہر ہوتے ہیں اور ان ہی کے ذریعہ سے اپنی ذات کی معرفت کرائی ہے اور ان ہی کے ذریعہ سے اس کے امر کی اطاعت کی جاتی ہے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو خدا نہ پہچانا جاتا اور یہ معلوم نہ ہو سکتا کہ عبادتِ رحمن کس طرح کی جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے امر کو جس طرح چاہے اور جس میں چاہے جاری کرتا ہے۔ اس کے افعال کی اس سے باز پرس نہیں کی جاسکتی مگر لوگوں سے باز پرس کی جائے گی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلقنا اللہ حیث لا سماء الی آخرہ
غائیۃ المرام ص ۱۲ حقائق الوسائط ص ۱۲

حضرت رسالت مآب نے فرمایا کہ ہمیں خداوند عالم نے خلق فرمایا جب کہ نہ فاسیا نہ مطلق تھا۔ نہ فرشِ زمین نہ عرش تھا۔ نہ جنت نہ نار۔ ہم تسبیح کرتے تھے جبکہ تسبیح کا وجود نہ تھا ہم تقدیس کرتے تھے جب کہ تقدیس کا وجود نہ تھا۔ جب خداوند عالم نے صفات کا افتتاح کیا تو میرے نور کی شعاع سے عرش کو خلق کیا وہ میرے نور کی شعاع ہے۔ میں عرش سے افضل ہوں۔ پھر نور علی ابن ابی طالب کی شعاع سے ملائکہ کو پیدا کیا۔ وہ شعاع نور ہیں اور نور علی نور خدا کی شعاع ہے۔ علی ملائکہ سے افضل ہیں۔ پھر میری بیٹی فاطمہ کی شعاع نور سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور نور فاطمہ شعاع نور خدا ہیں۔ فاطمہ سموات اور ارض سے افضل ہیں۔ پھر میرے فرزند حسن کے نور کی شعاع سے شمس و قمر کو پیدا کیا۔ یہ دونوں شعاع نور حسن ہیں اور حسن کا نور شعاع نور خدا ہے اور وہ شمس و قمر سے افضل ہیں۔ پھر میرے فرزند حسین کی نور شعاع سے جنت اور حورالعین کو پیدا کیا یہ دونوں میرے فرزند حسین کی شعاع نور ہیں اور حسین کا نور شعاع نور خدا ہے۔ حسین افضل ہیں جنت

اور جو رالین سے۔ اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا کہ خداوند عالم نے شعاع نورِ فاطمہؑ سے قندیل روشن کئے اور انہیں جوفِ عرش میں معلق فرمایا جن کی روشنی سے تمام آسمان اور زمین روشن ہو گئے (اسی لئے آپ کا لقب زہرا ہے) پس خداوند عالم نے تاریکیوں نے روشن فرما کر ملائکہ سے فرمایا۔ اے ملائکہ یہ وہ نور ہیں جو میرے نبی کے برادر اور میری ان محبتوں کے پدر ہیں۔ جن کو میں نے اپنے بندوں پر محبت قرار دیا ہے۔ اے ملائکہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تمہاری تسبیح و تقدیس کا ثواب اسی خاتون اور اس کے دوستوں کے لئے قیامت تک مقرر کر دیا ہے۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔

نحن اسرار اللہ المودعة فی الحصیائل البشریة الی آخرہ (طوال الانوار ص ۴۳ - ص ۴۴)
ہم خدا کے راز ہیں جن کو بشری ہیکل میں رکھا گیا ہے۔ ہماری کوئی میت مرتی نہیں ہے اور ہمارا کوئی غائب پوشیدہ نہیں ہے۔ ہمیں مرتبہ توحید سے پست رکھو اور لوازمات بشر کو ہم سے ہٹا دو۔ ہم ان لوازمات سے بالکل منزہ اور دور تر ہیں۔ جو تمہارے لئے جاری ہیں۔ پھر ہماری شان میں اپنی استطاعت بھر جو ہو سکے کہو کیونکہ سمندر چلوؤں سے خالی نہیں کیا جاسکتا اور غیبی راز نہیں پایا جاسکتا اور کلمۃ اللہ کی توصیف نہیں کی جاسکتی

باقرا العلوم فرماتے ہیں۔ بحار الانوار ص ۲۵۲ جلد نمبر ۷ غائتہ المرام ص ۶ - ۱۲۲

یا جابن کان اللہ ولا شیء غیبہ الی آخرہ

اے جابر خدا تھا اور اس کے سوا کوئی شے نہ تھی۔ نہ معلوم تھا نہ محمول جب خدا نے تخلیق کی ابتداء کی تو محمدؐ اور ان کے ساتھ ہم اہلبیت کو بنایا۔ اپنے نورِ عظمت سے ہماری تخلیق فرمائی۔ ہمیں اپنی جناب میں سبز سائے بنا کر قائم کر دیا جب کہ نہ آسمان تھا نہ زمین۔ نہ مکان

نہ لیل و نہار اور نہ شمس و قمر ہمارے انوار ہمارے رب کے نور سے اس طرح جدا ہیں۔
جس طرح آفتاب سے اس کی اشعائیں جدا ہیں۔

سرکار جعفر الصادق کافی ص ۲۴، کار جلد ۱ ص ۲۸ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

بالتحقیق خداوند عالم نے ہمیں اپنے نور عظمت سے پیدا کیا یعنی ایسے نور سے جس کی وجہ سے
عظمت خدا کا ظہور ہوتا ہے پھر جب ہمیں بشری صورت میں بنایا تو ایسی طینت میں ساکن کر دیا۔

اسی لئے ہم مخلوق خاص اور بشر نورانی ہیں۔ کسی بھی مخلوق کو یہ اجرائے تخلیق نصیب نہیں ہوئے۔

باقی العلوم بحار الانوار ص ۲۵۴ جلد نمبر ۱ پر ارشاد فرماتے ہیں

ان الله نفرد بوحده انبىء ثم تكلم بكلمة الى آخره

فرمایا یعنی ارادہ فرمایا ایک خاص ارادہ پس وہ نور بن گیا۔ پھر اس نور سے محمد اور علی اور ان

کی عزت علیہم السلام کو پیدا کیا پھر تکلم فرمایا تو وہ ایک روح بن گیا۔ اس روح کو اس نور

میں ساکن کر دیا اور روح و نور کو دونوں کو ہمارے ابدان میں ساکن کر دیا لہذا ہم روح اللہ

بھی ہیں اور کلمۃ اللہ بھی۔ خدا نے تمام مخلوقات اور اپنی ذات کے درمیان ہم ہی کو اپنا حجاب

بنایا۔ یعنی ہم درمیانی مخلوق ہیں۔ ہماری ایک طرف خدا سے اور ایک طرف تمام کائنات

سے رابطہ رکھتی ہے جس طرح حجاب یعنی پردہ جس کی ایک طرف اندر دوسری طرف باہر

سے تعلق رکھتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ثم قال الزنديق من اى شى خلق الاشياء الى آخره

جب کہ ایک زندقہ نے مخلوق اول کے متعلق سوال کیا کہ وہ کس شے سے بنا تو حضرت

نے فرمایا یہ لاشی سے خلق ہوا۔ زندگی نے کہا کیا لاشی سے شی بن سکتی ہے۔ حضرت نے فرمایا خلقت اشیاء دو حال سے خالی نہیں یا شے سے بنی ہے یا لاشی سے۔ اگر یہ اشیاء کسی شے سے بنی ہیں تو وہ شے خالق اشیاء کے ساتھ موجود ہوگی۔ پھر یہ شے بھی مثل خالق قدیم ہوگی جو شے قدیم ہو وہ حادث نہیں ہو سکتی اور نہ ہی وہ فنا ہو سکتی ہے اور نہ مقفیر ہو سکتی ہے۔ یہ شے جو ہر واحد ہوگی۔ رنگ بھی ایک ہوگا کیونکہ قدیم ہے۔ تو پھر تاؤ اس عالم میں مختلف جواہر اور مختلف رنگ کہاں سے آگئے۔ اگر وہ شے زندہ ہے تو یہ موت کہاں سے آگئی اگر میت ہے تو حیات کہاں سے آگئی اور یہ بھی محال ہے کہ ایک حسی اور ایک میت دونوں قدیم ہوں کیونکہ ایسے حسی سے میت کا ٹکنا ممکن نہیں۔ جو حسی قدیم ہو اور یہ بھی ممکن نہیں کہ میت قدیم اور لم یذلی ہو کیونکہ اس کے ساتھ موت وابستہ ہے جس میں نہ قدرت ہوتی ہے اور نہ بقا۔

بخاب سید الانبیاء غایت المرام ص ۹ پر ارشاد فرماتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اول ما خلق اللہ الی آخرہ
آنحضرت نے فرمایا سب سے پیشتر اللہ عز و جل نے ہمارے ارواح کو پیدا کیا اور ہمیں تخلیق ہی میں ناطق بنا دیا۔ ہم اس کی توحید و حمد و ثناء کا لفظ کرنے لگے پھر جب ملائکہ کو خلق فرمایا اور انہوں نے ہمارے ارواح کو ایک ہی نور میں مشاہدہ کیا تو ہماری عظمت سے متاثر ہوئے ہم نے فوراً تسبیح شروع کر دی تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ ہم مخلوق نہیں اور جس کی تسبیح کر رہے ہیں وہ ہمارے صفات سے منزہ ہے پس ملائکہ نے بھی ہماری تسبیح کو دیکھ کر تسبیح شروع کر دی اور ذات حق کو ہمارے صفات

سے منفرہ سمجھنے لگے اور جب انہوں نے ہماری شان کو ملاحظہ کیا ہم لا الہ الا اللہ کا ورد کرنے لگے تاکہ ملائکہ سمجھ لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہم اس کے بندے ہیں اور ہم اللہ نہیں ہیں پس انہوں نے بھی لا الہ الا اللہ کا ورد شروع کر دیا۔ جب ملائکہ نے ہمارے مقام بزرگ کا معائنہ کیا تو ہم تکبیر کا ورد کرنے لگے تاکہ فرشتے سمجھ لیں کہ اللہ بذات خود اکبر ہے کسی شے کی نسبت سے اکبر نہیں۔ جب انہوں نے ہماری عزت اور قوت پر نظر کی تو ہم لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنے لگے۔ یعنی طاقت اور قوت صرف اللہ ہی سے حاصل ہوتی ہے تاکہ فرشتے سمجھ لیں کہ طاقت اور قوت کلمہ خدا ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ خدا نے ہمیں کیا ہی نعمتیں دی ہیں اور ہماری اطاعت کو کائنات پر فرض کر دیا ہے تو ہم الحمد للہ کا ورد کیا تاکہ ملائکہ کو خدا کے لئے مخصوص سمجھ لیں۔ پس وہ الحمد للہ کہنے لگے ہمارے ہی ذریعے انہیں تسبیح و تہلیل و تہمید و تحمید کا طریقہ حاصل ہوا ہے۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے آدم کو خلق کیا اور نعمتیں ان کے صلب میں سپرد کر دیں۔ تو ملائکہ کو ہمارے وجود کی وجہ سے سجدہ کا حکم عطا کیا۔ یہ سجدہ خدا کے لئے اس کی عبودیت کا سجدہ تھا اور آدم کے لئے ان کی تعظیم و اطاعت کا سجدہ تھا۔

